

خواتین اور سزائے موت

پروفیسر محفوظ احمد

قصاص میں عورت کو قتل کرنا وہ اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ میں بڑی تفصیل سے ذکر ہے اور تمام ائمہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے۔
لہذا عورت کو قتل کی سزا سے مستثنیٰ قرار دینا قرآن مجید، حدیث رسول ﷺ اور اجماع کے خلاف ہے۔
حدود

حدود کی واحد حد ہے عربی میں حد اس معنی میں استعمال ہوتا ہے ”الما جزین العین“ دو چیزوں کے درمیان فصل کرنے والی چیز کسی شے کے منتہی (آخری کنارہ) کو بھی حد کیا جاتا ہے جیسے حدود الحرم یعنی حرم کی حدود۔ (۴۳)

حدود اللہ ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جن کا حلال یا حرام ہونا ظاہر ہو۔ شریعت میں حدود اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۴۴)
اول

پہلی قسم سے مراد وہ احکام ہیں جن کا تعلق عبادات، معاملات اور مناکحات وغیرہ سے ہے۔ ان میں سے بعض امور کو خالص اور بعض کو حرام قرار دیا گیا ہے جیسے سورۃ بقرہ میں مسائل صوم بیان کرنے کے بعد فرمایا:

تلك حدود الله فلا تقربوها۔ (۴۵)

(ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں پس ان کے قریب نہ جانیے۔

اسی سورۃ میں ایلا، طلاق اور عدت کے مسائل بیان کرنے کے بعد فرمایا:

تلك حدود الله فلا تعتدوها۔ (۴۶)

یہ حدود اللہ ہیں ان سے تجاوز نہ کیجئے۔

(۴۳) فیروز آبادی، القاموس المحیط (بذیل مادہ اللہ) ج: ۱ ص: ۴۶۱

(۴۴) ابن منظور: لسان العرب، ج: ۳ ص: ۱۴۰

(۴۵) سورۃ البقرہ: ۱۸۷

(۴۶) ایضاً: ۲۲۹

دوم

ان حدود سے مراد وہ سزائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق کی حیثیت سے انسان پر واجب ہوتی ہیں۔ محیط محیط میں ہے:

عقوبة مقررة يجب حقا لله. (۴۷)

وہ مقرر سزا جو اللہ تعالیٰ کے حق کی حیثیت سے واجب ہوتی ہے۔

عمیم الاحسان نے قواعد الفقہ میں حد کی یہ اصطلاحی تعریف بیان کی ہے:

عقوبة مقررة وجبت حقا لله تعالى زجراً. (۴۸)

وہ مقررہ سزا جو اللہ تعالیٰ کے حق کی حیثیت سے انسان کو بطور سزا دی جاتی ہے۔

تعداد حدود

قواعد الفقہ میں چھ حدود بیان کی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) حد زنا (۲) حد نمر (۳) حد قذف

(۴) حد سرقہ (۵) حد ارتداد (۶) حد حرابہ (۴۹)

علامہ فرید وجدی کے مطابق اسلام میں سات جرائم حدود میں داخل ہیں۔ دائرۃ

المعارف میں ہے:

لم يرد في الشرع الاسلامي الاسبعة حدود على سبع جنایات

بالنص وقد وكل ما عداها الى القاضي وتلك حدود وهي حد

الردة وحد البغی وحد الزنا وحد القذف وحد السرقة وحد قطع

الطريق وحد شرب الخمر. (۵۰)

(ترجمہ) نص کے لحاظ سے اسلامی شریعت میں صرف سات جرائم میں

(۴۷) بطرس بستانی۔ محیط محیط، مکتبۃ لبنان، بیروت، ۱۹۷۷ء ج: ۱ ص: ۳۸۵

(۴۸) عمیم الاحسان، قواعد الفقہ ص: ۲۶۱

(۴۹) ایضاً

(۵۰) محمد فرید وجدی الحدود الشرعیۃ دائرۃ المعارف القرآن العشرین دار المعرفۃ، بیروت ۱۹۷۱ء ج: ۳ ص: ۳۷۸

سات شرعی حدود مقرر کی گئیں ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر جرائم قاضی کی مرضی پر مبنی ہیں اور وہ سات حدود یہ ہیں:

حد ارتداد، حد بغاوت، حد زنا، حد قذف، حد سرقہ، حد حرابہ اور حد خمر۔
ڈاکٹر عبدالعزیز عامر نے بھی انہی سات جرائم کو قابل حد قرار دیا ہے۔ (۵۱)
ان حدود میں جن کی بنیادی سزا موت ہے یہ ہیں:

(۱) حد زنا (۲) حد ارتداد (۳) حد حرابہ

اب ان سزائوں کی روشنی میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا ان کی سزائوں میں مرد و عورت کے لحاظ سے کوئی جنسی تفریق ہے؟ یا نہیں۔

i۔ حد زنا

زنا کے متعلق اسلام نے دو سزائیں مقرر کی ہیں۔

(۱) غیر شادی شدہ زانی: غیر شادی شدہ زانی کے لیے سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الزانية والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة. (۵۲)

(ترجمہ) غیر شادی شدہ۔ زنا کار عورت اور مرد ہر ایک کو ان دونوں میں

سے سو سو کوڑے مارو۔

اس سزا میں بھی مرد اور عورت کو یکساں سزا ہے۔

(۲) شادی شدہ زانی: شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا کا ذکر صراحۃً احادیث سے ملتا

ہے۔ چند احادیث رقم کی جاتی ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے زانی بیٹے کے متعلق دریافت کرنے لگا۔

کنوارہ ہونے کے باعث اسے آپ نے ایک سو کوڑوں کی سزا سنائی اور ایک سال کے لیے جلا وطن فرمایا (عورت شادی شدہ تھی) اسے سزا دینے کے لیے حضور ﷺ نے حضرت انیسؓ سے فرمایا:

(۵۱) عبدالعزیز عامر، التحریر فی الشرح لحد الاسلامیہ، قاہرہ ۱۴۲۸ھ ص: ۱۳

(۵۲) سورۃ النور: ۲

واغديا انيس على امراة هذا فان اعترفت فارجمها فغدا عليها
فاعترفت فرجمها. (۵۳)

(ترجمہ) اے انیس صبح اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اعتراف
جرم کرے تو اسے رجم کرو۔ حضرت انیسؓ اس عورت کے پاس گئے اس
نے زنا کا اعتراف کیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق
اسے رجم کیا۔

۲۔ حضرت عمران بن معین سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے زنا کا اعتراف کیا۔
آنحضور ﷺ نے اس کے دلی کو طلب کر کے فرمایا:

احسن اليها فاذا وضعت حملها فاخبرني ففعل فامر بها فشدت
عليها ثيابها ثم امر برجمها فرجعت ثم صلى عليها. (۵۴)

(ترجمہ) اس وقت تک اسے اپنے پاس رکھو جب تک کہ بچہ پیدا نہ
ہو جائے۔ پیدائش کے بعد مجھے اطلاع دینا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا
(وضع حمل کے بعد اس نے آپ کو اطلاع دی) تو آپ کے حکم سے اس
کے بدن پر اس کا کپڑا پلیٹ دیا اور آپ ہی کے حکم سے اسے رجم بھی کر
دیا گیا۔ اور آپ نے ہی اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

۳۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک شخص ماعز اسلمی نے آنحضور ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہو کر زنا کا اعتراف کیا۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا وہ اعتراف کرتا
رہا اور آپ اپنا رخ انور پھیرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ اپنے جرم کی شہادت
دی۔ پھر آپ نے فرمایا:

(۵۳) امام بخاری، الجامع الصحیح (کتاب المحاربين من اهل الكفر، باب اذا اقر بالحدولم يمين هل الامام ان ليستر
عليه) نور محمد کراچی، ۱۹۳۸ء ج: ۲ ص: ۱۰۰۸

(۵۴) امام ترمذی، الجامع الترمذی، (ابواب الحدود، باب عاجاء فی الرجم علی الثیب) مکتبہ رحمیہ، دیوبند ۱۹۵۲ء ج: ۱
ص: ۱۹۳

ابک جنون قال لا قال احصنت قال نعم فامر به فرجم بالمصلی۔ (۵۵)
(ترجمہ) کیا تو پاگل ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو شادی
شده ہے اس نے کہا ہاں۔ تب آپ نے عید گاہ میں اسے رجم کرنے کا
حکم دیا۔

۴۔ قبیلہ غامدیہ کی ایک زانیہ عورت کو رجم کرنے سے متعلق روایت سنن ابی داؤد میں موجود
ہے۔ (۵۶)

حد زنا کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا:
رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعد فاحشی ان
طال بالناس زمان ان يقول قاتل واللہ مانجد آية الرجم فی کتاب
اللہ فیصلوا بترک الفریضة۔ (۵۷)

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو رجم فرمایا اور آپ کے
بعد ہم نے رجم کیا مجھے اندیشہ ہے کہ وقت گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا
یہ کہے گا کہ ہم رجم کی آیت قرآن مجید میں نہیں پاتے (اس لیے ہم تو
رجم نہیں کریں گے) یہ کہہ کر وہ ایک اہم فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے
گمراہ ہو جائیں گے۔

ان دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رجم بھی سزائے موت ہی کا دوسرا نام ہے۔ یہ سزا
مردوں، عورتوں کو یکساں ملتی رہی۔ حضور اکرم ﷺ نے زانیہ عورت کو بھی بدستور رجم کیا۔ اس ضمن
میں مردوں اور عورتوں میں جنسی لحاظ سے کوئی تفریق قائم نہیں کی۔

حد حرابہ

حرابہ کو اردو میں زہری کہا جاتا ہے فقہی اصطلاح میں حرابہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی

(۵۵) امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحاربین، باب الرجم بالمصلی، ج: ۳، ص: ۱۰۷

(۵۶) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، (کتاب الجود، باب فی الرجم)، ج: ۲، ص: ۶۰۹

(۵۷) امام بخاری، الجامع الصحیح، ج: ۳، ص: ۱۰۸

فحش کسی کا مال چھیننے کے لیے نکلے اور اس سے راستے میں خوف پیدا ہو جائے یا وہ مال لے لے یا وہ کسی انسان کو قتل کر دے۔ بالفاظ دیگر مال لینے کی خاطر راستے کو پر خطر بنانا حرابہ کہلاتا ہے۔ (۵۸)

حرابہ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا اور تقطع ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذالك لهم خزي في الدنيا ولهم في الاخرة عذاب عظيم. (۵۹)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لیے تک و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں۔ یہ ذلت و رسوائی ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے اس سے بڑا عذاب ہے۔

ان آیات میں رہزنی کو ”محاربہ باللہ و رسولہ“ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنا قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ مسافر محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات پر اعتماد کر کے گھر سے نکلتا ہے لہذا جو شخص اس اعتماد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتا ہے۔

اس آیت کے نزول کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۴ھ) نے لکھا ہے:

هنا بالذی یقطع الطريق علی الناس مسلماً او کافراً. (۶۰)

(ترجمہ) یہ آیت ان لوگوں کے لیے نازل ہوئی جو لوگوں پر ڈاکہ ڈالتے

(۵۸) عبدالقادر عودہ، التعلیق البہانی، ترجمہ ”اسلام کا فوجداری قانون، مترجم ساجد الرحمن صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور،

۱۹۸۸ء ج: ۳ ص: ۳۱۷

(۵۹) سورۃ المائدہ: ۳۳

(۶۰) ابن حجر عسقلانی، فتح البہاری، (کتاب الخیر، سورۃ مائدہ) دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور ۱۹۸۱ء ج: ۸ ص: ۲۷۴

ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔

بقول علامہ قسطلانی (م ۹۲۳ھ) جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت صرف مسلمانوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔ ارشاد الساری میں آپ لکھتے ہیں:

والجمہور علی ان هذا الایة نزلت فیمن خرج من المسلمین
یسعی فی الارض بالفساد ویقطع الطريق. (۶۱)

(ترجمہ) جمہور فقہاء کے نزدیک یہ آیت ان مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور سڑکوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔
قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں زہری کرنے پر مندرجہ ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ قتل کرنا۔ ۲۔ صلیب دینا۔ ۳۔ ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹنا۔ ۴۔ جلاوطنی ان سزاؤں میں ایک سزا قتل یا صلیب دینا ہے۔

یہ سزا ہر اس رہزن کو دی جائے گی جس نے رہزنی کے دوران کوئی ایسا جرم کیا ہو جس کی سزا اسلام نے سزائے موت مقرر کی ہو۔ جیسے قتل وغیرہ۔ بصورت دیگر دوسری سزائیں جرم کی نوعیت کے مطابق دی جائیں گی۔ قتل کی یہ سزا بطور حد ہوگی۔ قصاص نہیں یعنی مقتول کے ورثاء اس سزا کو معاف نہیں کر سکتے۔ (۶۲)

مردوں اور عورتوں میں اس سزا کی یکسانیت کے متعلق عبدالقادر عودہ نے تحریر کیا ہے۔
امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، مسلک ظاہر کے فقہاء اور شیعہ فقہاء کے نزدیک محارب کی سزا میں مرد اور عورت کا کوئی فرق نہیں۔ (۶۳)

دوسری جگہ پر اسی مصنف نے لکھا ہے:

اگر ان ڈاکوؤں میں عورت شامل ہو تو اس پر بھی حد جاری ہوگی۔ (۶۴)

(۶۱) ابو العباس شہاب الدین قسطلانی، ارشاد الساری، دار احیاء التراث العربی بیروت، (ت۔ ن) ج: ۱۰ ص: ۲

(۶۲) عبدالقادر عودہ، اسلام کا فوجداری قانون، ج: ۲ ص: ۵۲

(۶۳) ایضاً، ج: ۳ ص: ۳۲۱

(۶۴) ایضاً، ج: ۲ ص: ۶۳۲

عورتوں کے متعلق حد حرابہ کے متعلق احناف کے دو قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے:

ولو كان بينهما المرأة فقتلت واخذت المال دون الرجال لم

تقتل المرأة. (۶۵)

(ترجمہ) ڈاکوؤں میں اگر عورت ہو وہ کسی دوسرے کو قتل کرے اور مال

لوٹے، آدمیوں کے سوا تو وہ عورت قتل نہیں کی جائے گی۔

دوسرا قول امام طحاویؒ (م ۵۸۷ھ) کا منقول ہے حرابہ میں مرد اور عورتیں برابر ہیں

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان پر قیاس کرتے ہوئے مردوں اور عورتوں سب پر حد نافذ کی جائے گی۔

دیگر حدود کی طرح یہ حد بھی مرد و عورت پر یکساں واجب ہے۔ (۶۶)

احناف کا راجح قول یہی ہے کہ حد حرابہ میں بھی مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ یہ حد

قتل بھی ہو تو مرد ہونے کی کوئی شرط نہیں اور وہی صورت ہوگی جیسے جہینہ کی عورت کو زنا کی حد رجم

کیا گیا۔ (۶۷)

ان دلائل سے واضح ہو جاتا ہے کہ حد حرابہ کی سزا میں مرد اور عورت کے لحاظ سے کوئی

تفریق نہیں۔ رہزنی کے دوران اگر رہزنی کسی قتل کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے سزائے موت دی

جائے گی اگرچہ وہ رہزن مرد ہو یا عورت۔

حد ارتداد

اسلامی حدود میں تیسری حد جس کے مرتکب کو سزائے موت دی جاتی ہے وہ ”حد ارتداد“

ہے۔ ارتداد کے لغوی معنی رجوع کرنا اور واپس پلٹنا کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ولا تترددوا علی ادبارکم فتقبلوا حاسرین. (۶۸)

(ترجمہ) اور اپنی ایڑیوں کے بل نہ پلٹ جاؤ۔ ورنہ تم خسارے والوں

(۶۵) فتاویٰ عالمگیری، نورانی کتب خانہ پشاور (ت۔ن۔ج ۳: ص ۱۸۷)

(۶۶) علاؤ الدین کاسانی، بدائع الصنائع اردو ترجمہ، پروفیسر خان محمد چاولہ مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور ۱۹۸۷ء

ج ۷: ص ۲۳۷

(۶۸) سورة المائد: ۲۱

(۶۷) ایضاً

☆ اعمال الکلام اولی من اہمالہ ☆ کلام پر عمل کرنا اسے مہمل چھوڑنے کی نسبت اولی ہے ☆

میں سے ہو جاؤ گے۔

اسلام میں ارتداد سے مراد دین اسلام سے پھر جانا ہے۔ ارتداد کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فأولئك حبطت
اعمالهم في الدنيا والاخرة وأولئك أصحاب النار هم فيها
خالدون. (۶۹)

(ترجمہ) اور تم میں سے جو شخص دین اسلام سے رجوع کر لیتا ہے اور وہ
کفر ہی کی حالت میں مر جائے اس کے دنیا اور آخرت میں اعمال ضائع
ہو جائیں گے۔ یہ لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

ارتداد کی جسمانی سزا کا ذکر احادیث نبوی میں ملتا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث
حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

من بدل دينه فاقتلوه (۷۰) (جو کوئی اپنا دین بدلے اس کو قتل کر دو)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کا خون تین
صورتوں میں جائز ہوتا ہے۔ (۱) قصاص میں قتل کرنا (۲) شادی شدہ زانی کو رجم کرنا (۳) دین
کو چھوڑنے پر قتل کرنا۔ (۷۱)

ہر اسلام چھوڑنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ اس میں مرد اور عورت کی کوئی ترجیح نہیں
یعنی مرد اور عورت دونوں کو مرتد ہونے پر قتل کیا جائے گا۔

حد ارتداد کے متعلق فقہی مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے عبدالقادر عودہ نے لکھا ہے۔

احناف کے علاوہ باقی مسالک میں عورت اور مرد کی کوئی تفریق نہیں بلکہ اس حد میں
مرد کی طرح عورت کو بھی قتل کی سزا دی جائے گی۔ (۷۲)

(۶۹) سورۃ البقرہ: ۲۱۷

(۷۰) ابن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ (ابواب الحدود، باب المرتد عن دینہ) ص ۱۸۲

(۷۱) ایضاً

(۷۲) دارقطنی، سنن دارقطنی، کتاب الحدود (حدیث نمبر ۱۲۸) السید عبداللہ ہاشم۔ مدینہ منورہ، ۱۹۶۶ء، ج: ۳ ص ۱۲۰

احناف کے نزدیک مرتد مرد کو قتل کیا جائے گا لیکن مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسے اسلام پر مجبور کیا جائے گا۔ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں اسے تاحیات قید میں رکھا جائے گا۔ (۷۳)

بہر حال اس حد میں بھی اکثر فقہاء کے نزدیک مرد و عورت میں کوئی تفریق نہیں اور مرتد مرد اور مرتدہ عورت کو قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد قتل کیا جائے گا۔ (۷۴)

گستاخ رسول کی سزا

اسلامی حدود کے بعد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا وہ جرم ہے جس کی سزا بھی سزائے موت ہے اگرچہ مجرم مسلمان ہو یا غیر مسلمان، مرد ہو یا عورت۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من لکعب بن الاشرف فانه قد اذى الله ورسوله فقام محمد بن

مسلمه فقال يا رسول الله اتحب ان اقتله قال نعم... الخ (۷۵)

(ترجمہ) کعب بن اشرف (کے قتل) کا کون ذمہ لیتا ہے۔ اس نے اللہ

اور اس کے رسول کو بڑی ایذا دی ہے حضرت محمد بن مسلمہ نے کھڑے

ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو پسند ہے کہ میں اسے مار ڈالوں آپ

نے فرمایا ہاں محمد بن مسلمہ نے کہا مجھے اجازت دیجیے کہ میں کچھ بات

بیٹاؤں۔ آپ نے اپنے دودھ شریک بھائی ابونا نکلہ کے ساتھ مل کر اسے

قتل کر دیا۔

(۷۳) عبد القادر عودہ، اسلام کا فوجداری قانون، ج: ۳، ص: ۳۰۵، ابن قدامہ، المغنی، مکتبہ ریاض المدینہ، ریاض، ۱۹۸۱ء

ج: ۱، ص: ۷۴، ابن حزم، المحلی، دار الفکر، بیروت، (ت: ۱۱) ج: ۱، ص: ۲۲۷

شمس الدین، غلیہ الجنح، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۳ء، ج: ۷، ص: ۲۰۹

(۷۴) کاسانی، بدائع الصنائع سید کبیری کراچی، ۱۹۸۶ء، ج: ۷، ص: ۱۳۵

مام صاحب کے نزدیک دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کافرہ عورت کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے تو جب اصل کفر پر قتل نہ کرنے

کا حکم ہے تو جو کفر بعد میں طاری ہوا اس پر بھی قتل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ باقی فقہاء کے نزدیک سنن ابن ماجہ کی مذکورہ

احادیث دلیل ہیں۔ (کاسانی بدائع الصنائع، مترجم ج: ۷، ص: ۳۳۲)

(۷۵) انام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الاشرف) ج: ۲، ص: ۵۷۹

اسی طرح گستاخ رسول ابو رافع یہودی کو بھی حضور اکرم ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا جسے عبد اللہ بن سہیک اور چند انصار نے مل کر قتل کیا۔ (۷۶)
گستاخ رسول اگر عورت ہو تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔ اس ضمن میں علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے یہ روایت نقل کی ہے۔

عصما بنت مروان، یزید بن زید الخطمی کے عقد میں تھی اس نے چند ایسے اشعار کہے جس میں آقائے نامدار ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔ خطمی قبیلہ ہی کے حضرت عمیر بن عدیؓ کو جب ان اشعار کا علم ہوا تو انہوں نے کہا۔

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ اگر غزوہ بدر کے بعد مدینہ تشریف لے آئے تو میں اس عورت کو قتل کر دوں گا چنانچہ آپ کی تشریف آوری پر حضرت عمیرؓ رات کو اس عورت کے گھر تشریف لے گئے تو وہ عورت سو رہی تھی اس کے ارد گرد اس کے بچے بھی تھے اور ایک بچہ اس کے سینے پر تھا۔ آپ نے اس بچہ کو ہٹا کر اسے تلوار سے قتل کر دیا۔

پھر صبح کی نماز کے وقت آپ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمیر کو دیکھ کر فرمایا: (اقتلت بنت مروان قال نعم) اے عمیر کیا تو نے بنت مروان کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ پھر عرض کی ہل علی فی ذالک شئی یا رسول اللہ ﷺ قال لا۔ کیا مجھ پر اس قتل کی کوئی سزا ہے آپ نے فرمایا اس قتل میں کوئی تاوان نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا:

اذا اجبتم ان تنظروا الی رجل نصرہ اللہ و رسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر بن عدی۔

(ترجمہ) میرے صحابیو! اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم ایسے شخص کو دیکھو جس کی اللہ اور اس کے رسول نے غیب سے مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کی طرف دیکھو یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے کہا: اس نابینے کو دیکھو جو اطاعت الہی میں آگے بڑھ گیا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (لا تاتقل الاعمی ولكنہ البصیر) (۷۷) اسے نابینا نہ کہو بلکہ وہ بصیر ہے۔

سنن دار قطنی میں بھی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے ایک آدمی کی بیوی حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اس کے متعلق آپ نے فرمایا:

الاشھدوا ان دمھا ہلد۔ (۷۸)

(ترجمہ) خبردار گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون جائز ہے۔

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہر وہ جرم جس کی سزا اسلام میں قتل یا موت ہے وہ سزا بلا تفریق جنسی ہر مجرم کو ملے گی خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

آئین پاکستان اور تخفیف سزا

کسی بھی ملک میں قانون سازی کے لیے وہاں رائج الوقت دستور کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ عورت کی سزائے موت میں تخفیف کے متعلق شرعی دلائل کے بعد اب آئین پاکستان کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے کہ کیا ہمیں ہمارا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ عورتوں سے متعلق جنسی لحاظ سے کوئی ایسا امتیازی قانون بنایا جائے جس کا تعلق جرائم سے ہو۔

قرار داد پاکستان کو اگرچہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۹ء کو اس وقت کی مجلس دستور ساز نے پاس کیا تھا مگر وہ آئین کا حصہ نہ تھی۔ جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم) نے فرمان صدر نمبر ۱۴ بحریہ ۱۹۸۵ء کے مطابق اسے ۱۹۷۳ء کے آئین کا مستقل حصہ بنا دیا۔

دستور پاکستان میں ہے آئین کی دفعہ ۲ (الف) کے مطابق قرار داد مقاصد میں بیان کردہ اصول اور احکام کو بذریعہ دستور کا حصہ مستقل حصہ قرار دیا جاتا ہے اور وہ مؤثر ہوں گے۔ (۷۹) اس قرار داد میں ہے۔

Where in Muslim shall be enenable to order their lives in the individual and collective spheres in accord with the teachings and requirments of islam as set out in the holy Quran and sunna. (80)

(۷۸) امام دار قطنی، سنن دار قطنی (کتاب فی الاقضیہ والاحکام باب فی المراءۃ تقتل اذا ارتدت) ج: ۳ ص: ۲۱۶

(۷۹) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور اردو ترجمہ زیر نگرانی جنس ارشاد حسن خان، گلاسک، لاہور ۱۹۹۲ء ص: ۳

Dr, Safdar Mahmood Constitutional Foundations of Pakistan Jang Publishers Lahore, (۸۰)

1990, p.46, 839-840

ایسا دستور بنایا جائے جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقصدیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔ آئین کی دفعہ ۲۲۷ (الف) میں واضح طور پر یہ کہہ گیا ہے۔

1-All existing laws shall be brought in conformity with the injunctions of islam as laid down in the holy Quran and sunnah, in this part referred to as the Injunction of Islam, and no law shall be enacted which the repugnant to such Injunctions. (81)

یہ دفعہ اس بات کی ممانعت کرتی ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن و سنت میں مذکور احکام کے خلاف وضع نہیں کیے جائیں گے۔

دستور پاکستان کی یہ دونوں دفعات حکومت وقت کو اس بات کی پابند کرتی ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔
جنسی لحاظ سے متفرق قانون سازی کی بھی آئین میں ممانعت اسی طرح موجود ہے
قرار داد پاکستان میں ہے۔

Where in shall be guaranted fundamental rights including equality of status of oportunity and before law, social, economic and political Justice, and freedom of thought expression, belief faith, worship and association subject to law and public morality, Where in the Principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunicted by Islam shall be fuly observed, (82)

آئین کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے تحت مساوات، حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری عمرانی، اقتصادی اور سیاسی عدل،

ibid. p 956 (۸۱)

ibid p. 839-840 (۸۲)

اظہار خیال عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہوں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں جمہوریت، آزادی، مساوات، نظم و ضبط اور انصاف کے اصولوں پر عمل کیا جائے گا۔

اس مساوات کا ذکر آئین کی دفعہ ۲۵ میں اس طرح ہے:

1- All citizen are equal before law and are entitled to equal protection of law.

2- There shall be no discrimination on the basis of sex alone. (83)

۱۔ تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانون تحفظ کے مساوی طور پر حقدار

ہیں۔

۲۔ محض جنس کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

دستور پاکستان کی یہ دفعات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ محض جنسی لحاظ سے کوئی امتیازی قانون وضع کرنا خواہ وہ مردوں کے لیے ہو یا خواتین کے لیے دستور کی خلاف ورزی ہوگا۔

۱۹۸۹ء میں حکومت سندھ نے میڈیکل کالجز میں میرٹ کو نظر انداز کر کے لڑکیوں کا الگ کوٹہ مقرر کیا جس کے نتیجے میں زیادہ نمبر حاصل کرنے والی لڑکیاں کم نمبر حاصل کرنے والے لڑکوں کے مقابلے میں داخلہ سے محروم ہو گئیں۔ چنانچہ ان لڑکیوں نے سندھ ہائی کورٹ میں حکومت سندھ کے خلاف رٹ پیشین دائر کی جس کی سماعت قائم مقام چیف جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن، اور جسٹس امام علی قاضی پر مشتمل ڈویژن بنچ نے کی۔ ڈویژن بنچ نے رٹ کو منظور کرتے ہوئے حکومت کے اس اقدام کو آئین کی دفعہ ۲۵ الف اور دفعہ ۲۵ (۲) کے منافی قرار دیتے ہوئے غیر قانونی قرار دے دیا۔ (۸۳)

سندھ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اگر میڈیکل کالجوں میں

ibid p. 850-851 (۸۳)

PLD (Karachi), 1990, (MST. Ferhat Jalil and others Province Sind) PLD (۸۳)

Publishers, Lahore, 1991, vol.3, p. 349-361

داخلے کے ضمن میں لڑکوں سے متعلق ضمنی لحاظ سے بنایا گیا قانون خلاف دستور ہو سکتا ہے تو عورتوں کی سزائے موت کی تخفیف جیسا اہم مسئلہ آئین کے مطابق کس طرح ہوگا۔

عوامی رد عمل

خواتین کے لیے سزائے موت کا خاتمہ وہ اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق نہ صرف قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں واضح احکامات موجود ہیں بلکہ تمام ائمہ کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ خواتین کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنا کسی بھی طرح شریعت سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ پاکستان میں مروجہ آئین بھی اس کی مخالفت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۱ جون ۱۹۹۶ء کو اخبارات میں جب کا بینہ کے اس فیصلے کی خبر شائع ہوئی تو تمام مکتبہ فکر کے علماء اور قانونی ماہرین نے اس کے متعلق اپنی آراء کا اظہار اس طرح کیا۔

پہلا بیان

جماعت اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ پیر محمد افضل نے اس فیصلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا۔

یہ فیصلہ سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸: یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی۔ (۸۵) کی مکمل مخالفت ہے اس فیصلے سے تمام ارکان کا بینہ کا فرو مرتد ہو گئے ہیں۔

دوسرا بیان

جماعت اہل سنت پاکستان اور مجلس دعوت الاسلامیہ نے عورت کی سزائے موت ختم کرنے کے فیصلے کو غیر شرعی قرار دیا اور ۱۴ جون بروز جمعہ کو ملک بھر میں یوم احتجاج کا فیصلہ کیا اور اس کو قرآنی احکامات کی خلاف ورز قرار دیا۔ (۸۶)

تیسرا بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا اسماعیل شجاع آبادی،

(۸۵) روزنامہ ”جنگ“ لاہور، مورخہ ۱۲ جون ۱۹۹۶ء، ص ۷۱

(۸۶) روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور، مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء، ص ۸

خالہ الا زہری، اور دیگر علماء نے عورت کو سزائے موت ختم کرنے کے وفاقی فیصلے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ فیصلہ قرآن و حدیث کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور شریعت کے بالکل برعکس ہے۔

اسی روز جمعیت علماء اسلام کی طرف سے ۲۱ جون کو یوم احتجاج منانے کی خبر شائع ہوئی۔ اس احتجاج میں حکومت کے اس فیصلے کی مذمت کی گئی اور خاموش احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ (۸۷)

چوتھا بیان

چوتھا بیان ڈاکٹر نسیم حسن شاہ ریٹائرڈ چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کا شائع ہوا۔ آپ نے فاران کلب انٹرنیشنل کراچی کے تحت جشن آزادی کے سلسلہ کی ایک تقریب میں ”پاکستان کے پچاس سال اور عدلیہ کے کردار“ کے موضوع پر خطاب کے بعد سوالوں کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

عورتوں کی سزائے موت کے قانون میں ترمیم اسلامی قوانین کے خلاف ہے۔ (۸۸)
ادارہ نوائے وقت کی طرف سے حکومت کے اس فیصلے کے متعلق مختلف علماء اور سیاسی زعماء کی آراء بھی لی گئیں جن میں چند آراء یہ ہیں۔

i- حکومت پاکستان کے لیے سزائے موت کا خاتمہ قرآن و سنت کے منافی ہے۔ وفاقی کابینہ کو اسلامی احکامات میں مداخلت کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ یہ دستور پاکستان سے غداری ہے (حافظ ادریس امیر جماعت اسلامی پنجاب)

ii- یہ فیصلہ غیر اسلامی حرکت ہے۔ (تاج بی بی مسلم لیگی لیڈر)

iii- یہ فیصلہ قرآن و سنت کے واضح احکام کی خلاف ورزی اور دستور پاکستان سے غداری کے مترادف ہے۔ (مولانا محمد اجمل سرپرست اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام)

ان کے علاوہ مولانا عبدالملک صدر جمعیۃ اتحاد العلماء، مولانا فتح محمد مہتمم جامعہ منصورہ،

(۸۷) روزنامہ ”جنگ“ لاہور، مورخہ ۲۲ جون ۱۹۷۶ء، ص ۷۔۸

(۸۸) روزنامہ ”جنگ“، ”نوائے وقت“ لاہور، مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۹۶ء، آخری صفحہ

مولانا گوہر الرحمن شیخ القرآن دارالعلوم تفہیم القرآن مروان، مولانا عبدالرحمن اشرفی و شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور اور مولانا عبدالرحیم چترالی ایم این اے نے بھی اس فیصلے کو خلاف شریعت قرار دیا۔ (۸۹)

اس فیصلے کے خلاف شریعت اور خلاف آئین ہونے کے متعلق اخبارات و رسائل میں بھی متعدد مضامین شائع ہوئے جیسے جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمن کا مضمون بعنوان ”عورتوں کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنے کا قانون“ روزنامہ نوائے وقت لاہور میں دو اقساط میں شائع ہوا۔ (۹۰)

”عورت اور سزائے موت“ کے عنوان سے جناب امجد کا ایک مضمون ماہنامہ ”اشراق“ لاہور سے شائع ہوا۔ (۹۱)

مفتی عبدالقیوم خان کا مضمون ”عورت کی سزائے موت میں تخفیف“ کے عنوان سے ماہنامہ ”منہاج القرآن“ لاہور میں شائع ہوا۔ (۹۲)

خالد جاوید خان ایڈووکیٹ نے البتہ وفاقی کابینہ کے اس فیصلے کی حمایت میں ایک مضمون ”خواتین کے لیے سزائے موت کے خاتمہ“ کے عنوان سے لکھا جو ۵ جولائی ۱۹۹۶ء کو روزنامہ جنگ لاہور سے شائع ہوا۔

ممکنہ اثرات

اس فیصلے کے ممکنہ اثرات اور مقاصد یہ بیان کیے گئے ہیں کہ اس اقدام سے معاشرے پر خوش گوار اثر پڑے گا۔ اس فیصلے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ خواتین دہشت گردی اور معصوم شہریوں کے سفاکانہ قتل کی وارداتوں میں بہت کم ملوث پائی جاتی ہیں۔

یہ تصور فہم سے ماورا ہے کہ کسی طبقے میں جرائم کم ہوں لیکن وہاں سنگین جرائم کے مرتکبین کو بھی اس جرم کی حقیقی سزا سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے۔ اس فیصلے سے درپردہ یہ مقصد بھی مضمر تھا کہ اس وقت کی وزیراعظم خواتین میں اپنی مقبولیت کو بڑھالیں۔

(۸۹) روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور، مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء

(۹۰) روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور، مورخہ ۱۸-۲۱ جون ۱۹۹۶ء

(۹۱) ماہنامہ ”اشراق“، لاہور: ۸ شمارہ (۷ جولائی) صفر ۱۹۹۶ء، ۱۴۱۷ھ ص: ۲-۱۷

(۹۲) ماہنامہ ”منہاج القرآن“ لاہور ج: ۱۰ شمارہ ۷ (جولائی ۱۹۹۶ء ص ۵۱)

بعض انسانی حقوق کی تنظیموں نے یہ بھی کہا کہ اس فیصلے سے دنیا میں پاکستان کی عورتوں کا وقار بلند ہوگا۔

عجب حیرت ہے کہ ان تنظیموں نے عورتوں کے وقار کی بلندی کا معیار کس چیز کو بنالیا۔ انسان کا وقار اس کی سیرت و کردار سے بنتا ہے یا جرائم کی سزا کی تخفیف کی بنا پر۔

معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کا خیال جن لوگوں نے سوچا انہیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ پاکستان کی تقریباً ۹۸ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اور مسلمان معاشرے کی اساس اطاعت الہی اور اطاعت رسول ﷺ ہے لہذا اس معاشرے میں قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے برخلاف کیا گیا کوئی فیصلہ معاشرے پر خوشگوار اثرات ڈالنے کی بجائے مزید کشمکش اور انتشار کا باعث ہوگا۔

جسٹس تنزیل الرحمن نے اس فیصلے کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

سماجی علوم کے ماہرین کے نزدیک یہ بات قابل تسلیم ہے کہ معاشرے کے مصالح کے حصول اور معاشرہ سے فساد کو دفع کرنے کے لیے جرائم کے ارتکاب پر بلا تفریق و امتیاز سزا دینا عین انصاف ہے اور مجرم کو اس کے جرم کی مناسب سزا ضرور ملنی چاہیے۔ (۹۳)

اسلام میں بھی اسی انصاف پر زور دیا گیا ہے اور مجرموں پر ترس نہ کھانے کا حکم دیا گیا ہے خواہ کوئی بھی انسان مجرم ہو۔

زانیہ عورت اور زانی مرد کی سزا کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لاتأخذکم بهما رافة فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر۔ (۹۳)

تمہیں (مجرموں) پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

آج کے نام نہاد دانشمند اپنے مذموم مقاصد کے لیے تمام حقائق سے نظریں بند کر کے ہر وہ بات جہاں اسلام نے مرد اور عورت میں عدم مساوات کی راہ اختیار کی ہے وہاں مساوات کا اور جہاں مساوات کو قائم کیا گیا ہے وہاں عدم مساوات کا ڈھنڈھورا پیٹتے ہیں۔

(۹۳) ذاکر تنزیل الرحمن ”عورت کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنے کا قانون“ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء

۲: سورة البور: (۹۳)

۳: ص

☆ جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی ☆

اثرات

اگرچہ اس فیصلے کے اعلان کے وقت معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کا ذکر کیا گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ خوشگوار اثرات مرتب ہونے کی بجائے معاشرے پر برے اثرات پڑنے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے قبل بھی اکثر جرائم پیشہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے خواتین کو ذریعہ بناتے ہیں۔ لہذا اس فیصلے سے سنگین جرائم کا اور زیادہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ مثلاً منشیات ہی کو لیجئے کہ اکثر منشیات کے سمگلر منشیات کی نقل و حمل کے لیے عورتوں کو استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ۱۳ جون ۱۹۹۶ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی۔ ”کراچی میں کروڑوں کی ہیر وئن پکڑی گئی پانچ خواتین گرفتار۔“

عورتوں نے ہیر وئن کی تھیلیاں بنا کر اپنے جسم کے مختلف حصوں سے باندھ رکھی تھیں۔ پاکستان کوسٹ گارڈ نے کوئٹہ سے کراچی آنے والی بسوں کی چیکنگ کے دوران بڑے پیمانے پر منشیات اسمگل کرنے کی ایک کوشش ناکام بنا دی اور پانچ عورتوں سمیت سات افراد کو گرفتار کر کے کروڑوں روپے مالیت کی ۲۶ کلو گرام ہیر وئن برآمد کر لی۔ تفصیلات کے مطابق بسوں کی تلاشی کے دوران بیشتر خواتین تسلی بخش جواب نہ دے سکیں تو انہیں کوسٹ گارڈ کے ہیڈ کوارٹر لا کر لیڈی سرچر کے ذریعے جامہ تلاشی لی گئی جس کے نتیجے میں پانچ پانچ کلو گرام ہیر وئن برآمد ہو گئی جو انہوں نے ایک ایک کلو کی تھیلیوں کی شکل میں اپنے جسم سے باندھ رکھی تھی۔ (۹۵)

منشیات کی اسمگلنگ وہ جرم ہے جس کی سزا متعدد ممالک جن میں چین اور سعودی عرب بھی شامل ہیں سزائے موت مقرر کی گئی (۹۶) جیسا کہ روزنامہ پاکستان میں ۲۸ اگست کو ایک خبر شائع ہوئی۔

چین میں جرائم کے خلاف جاری مہم کے دوران مزید ۱۵ مجرموں کو گولی مار کر سزائے موت دی گئی۔ موت کی یہ سزائیں شمالی چین کے صوبے تنکیاں میں دی گئیں۔ اپریل کے آخری

(۹۵) روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء ص: ۳

(۹۶) ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام اور تحفظ ناموس رسالت، ترتیب و تدوین نعیم انور نعمانی، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۵ء

حکومت پاکستان بھی اس جرم میں سزائے موت کا قانون بنانے والی ہے۔ (۹۸)

بھارت کے کسٹم حکام نے ۳۱ کلوگرام سونا اسمگل کرنے کی کوشش ناکام بنا دی۔ بتایا گیا ہے کہ کرغیزستان سے نئی دہلی آنے والی پرواز سے چار کرغیز خواتین کی شک کی بنا پر تلاشی لی گئی تو ان سے سونے کے سکٹ برآمد ہوئے جن پر انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ (۹۹)

اس مختصر تجزیاتی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنے سے معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کی بجائے منفی اثرات مرتب ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے اور جرائم پیشہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے خواتین کو ذریعہ بنا سکیں گے۔ اسمگلنگ کے بعد ڈاکہ اور قتل وغیرہ کی وارداتوں میں بھی انہیں استعمال کیا جائے گا۔ انہی خدشات کا اظہار مفتی عبدالقیوم خان نے اس طرح کیا ہے۔

”جب اخلاق و قانون کے ہر اصول کو توڑ کر عورت کی سزائے موت ختم ہو جائے گی تو اس سے ایک طرف قرآن کے صریح و صاف احکام کی خلاف ورزی و بغاوت ہوگی جس میں حکمران اور ان کے تمام ہمعواشر یک ہوں گے اور دوسری طرف اس محروم اور فساد زدہ طبقاتی معاشرے میں عورتوں کے ہاتھوں بے گناہ مرد قتل ہوں گے جہاں پہلے ہی رشوت سفارش اور دباؤ کی وجہ سے مجرم و قاتل صاف بچ نکلتے ہیں۔ جرم مرد بھی کریں گے تو نامزد عورت ہوگی تاکہ کوئی مجرم سزائے موت سے دوچار نہ ہو۔ کیا دنیا کے کسی ملک میں جیگل کا یہ قانون پہلے بھی کبھی نافذ ہوا؟

(۹۷) روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۹۶ء ص: ۳

(۹۸) ذاکم حمزہ بن علی الرحمن ”عورتوں کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنے کا قانون“ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۱ جون ۱۹۹۶ء

(۹۹)۔ روزنامہ ”پاکستان“ لاہور، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۹۶ء، ص ۳

۵۷۰

افسوس کہ اس ظلم کی ابتداء اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران کرنا چاہتے ہیں۔ مساوات مجبری کے دعویدار اتنا غیر مساوی غیر عادلانہ اور غیر منصفانہ قانون لانا چاہتے ہیں۔ وہ پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات جرائم پیشہ عورتوں کی جب بیٹگی سزائے موت ختم کر دی گئی تو وہ کیوں نہ پھولن دیوی ڈاکو و قاتل کا روپ دھاریں گی؟ قتل و غارت کا بازار کیوں نہ گرم ہوگا؟ اور اللہ کی زمین فتنہ و فساد کی ہمہ گیر آگ سے کیونکر محفوظ رہ سکے گی۔ (۱۰۰)

جس کابینہ نے اس فیصلے کی منظوری دی وزیراعظم (بینظیر بھٹو) سمیت وہ تمام کابینہ ۵ نومبر ۱۹۹۶ء سے معطل ہو چکی ہے۔ قومی اسمبلی کی تحلیل کر دی گئی۔ مسلم لیگ کی نئی حکومت بن چکی ہے۔ لہذا موجودہ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس فیصلے پر نظر ثانی کرے اور اس فیصلے کو معطل کر کے اسے قابل عمل ہونے سے روک دے۔ کیونکہ یہ فیصلہ:

۱۔ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے منافی ہے۔

۲۔ دستور پاکستان، مجموعہ ضابطہ فوجداری اور اسلامی تعزیرات ۱۹۷۹ء کے خلاف ہے۔

۳۔ سماجی نظریات سے مطابقت نہیں رکھتا۔

۴۔ معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کی بجائے برے اثرات مرتب ہونے کا اندیشہ ہے۔



(۱۰۰) مفتی عبدالقیوم خان "عورت کی سزائے موت میں تخفیف" ماہنامہ منہاج القرآن، ج: ۱۰ شماره ۷ (جولائی ۱۹۹۶ء) ص ۵۵

عہد رسالت سے عہد حاضر تک

فن اصول فقہ کی تاریخ پر ایک موقر تحقیقی کتاب

جس میں اصول فقہ کے وہ تمام مباحث اردو زبان میں موجود ہیں جن کی ضرورت مدارس دینیہ کے طلبہ و طالبات اور محققین کو پیش آتی رہتی ہے از قلم ڈاکٹر فاروق حسن صاحب استاذ جامعہ این ای ڈی، فاضل علوم اسلامیہ جامعہ علمیہ کراچی، ۹۶۰ صفحات پر بڑی تقطیع میں عمدہ طباعت خوبصورت مائیکل بہتری کاغذ، شاندار طباعت، ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی